عہد نبوی کی ابتدائی مہمیں

محرکات، مسائل اور مقاصد

تعلیقات و حواشی

(۸)

از جناب ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر صدیقی استاد شعبۂ تاریخ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔

۱۔ محمد بن اسحاق (متولد ۸۵ھ۔ مدینہ / متوفی ۱۵۱ھ۔ بغداد)

۲۔ محمد بن عمر واقدی (متولد ۱۳۰ھ مدینہ / متوفی ۲۰۷ھ بغداد)

۳۔ اسلامی تاریخ نویسی کے لئے ملاحظہ کیجئے: اے، گلیوم (A. Guillaume) کا مقدمہ بر سیرت رسول اللہؐ از ابن اسحاق، انگریزی ترجمہ، لندن ۱۹۵۵ء، xiii تا xl؛ Historians of the Middle East، مرتبہ برنارڈ لوئس اور پی ایم ہولٹ (Bernard Luis & P.M. Holt)، لندن ۱۹۶۴ء، خاص کر مضامین مونٹگمری واٹ، عبدالعزیز دوری، روزنتھال وغیرہ؛ مارگولیتھ Lectures on Arabic Historians (D.S. Margoliath) کلکتہ ۱۹۳۰ء؛ روزنتھال History of Muslim (F. Rosenthal) Historiography، لندن ۱۹۵۲ء؛ خاص شروع کے صفحات ۱-۱۷۰؛ نثار احمد فاروقی

Early Muslim Historiography، دہلی سنہ ۱۹۷۹ء، جوزف ہورووٹس
(Joseph Horovits) The Earliest Biographies of the
Prophet and their Biographers، اسلامک کلچر، حیدرآباد دکن
سنہ ۱۹۲۷-۲۸ء اور اس کا اردو ترجمہ سیرت نبوی کی ابتدائی کتابیں اور ان کے مؤلفین۔
ادارۂ ادبیات دلی، سنہ ۱۹۷۴ء، خاص کر شروع کے صفحات۔ اول ص ۳۵-۵۹،
دوم ص ۲۲-۵۰ وغیرہ۔ جواد علی، "موارد التاریخ الطبری"، مجلہ مجمع العلمی العراقی، بغداد،
عراق سنہ ۱۹۵۳ء ...؛ اور اس کا اردو ترجمہ از نثار احمد فاروقی، دہلی سنہ ۱۹۸۰ء، جگدیش
نرائن سرکار، History of History writing in Medieval
India کلکتہ سنہ ۱۹۷۷ء، باب دوم؛ نیز شبلی نعمانی، سیرت النبی، اعظم گڈھ سنہ ۱۹۷۶ء
اول ص ۱۲-۸۵

۴۔ عبدالرحمن بن محمد ابن خلدون (متولد ۷۳۲ھ / ۱۳۳۲ء۔ تیونس / متوفی ۸۰۸ھ / ۱۴۰۶ء۔ مصر)

۵۔ ابن خلدون، مقدمہ، انگریزی ترجمہ فرانز روزنتھال (Franz Rosenthal)، جلد اول ص ۴۔

۶۔ ابن اسحاق، مذکورہ بالا ص ۲۲۱، کا ہجرت مدینہ کے بارے میں ابتدائی بیان یہاں ذکر کرنے کے قابل ہے۔ "جب قریش نے یہ دیکھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک جماعت اور اصحاب جمع ہو گئے جو صرف قریش اور مکہ سے تعلق نہ رکھتے تھے بلکہ دوسرے علاقوں کے بھی تھے اور آپ کے اصحاب نے ہجرت کر کے ان سے جا ملنا شروع کر دیا تھا اور ان کو علم ہو گیا تھا کہ وہ اپنے نئے گھر میں نہ صرف بس گئے تھے بلکہ وہاں ان کے حامی ناصر بھی تھے تو ان کو خوف محسوس ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جلد ہی ان سے جا ملیں گے کیونکہ وہ بخوبی جانتے تھے کہ آپ نے ان سے جنگ کرنے کا عزم مصمم کر رکھا تھا۔" آخری جملہ کس طرح ثابت کرتا ہے کہ

ابن اسحاق یا ان کے راوی کس طرح عداوتِ قریش برائے رسول سے متاثر و مغلوب تھے۔ ہجرتِ مدینہ کے وقت مکی مسلمانوں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حاشیۂ خیال میں بھی یہ بات نہ تھی کہ وہ نئے وطن میں پہونچ کر قریش کے خلاف محاذِ جنگ کھولیں گے۔ اس وقت اگر کوئی محرک تھا تو وہ قریش کے چنگل سے نکلنا اور کسی مرکز اسلام میں امت مسلمہ کی تنظیم کرنا۔ ظاہر ہے کہ ہجرت کے مقاصد و محرکات کی یہ تشریح و تعبیر ابن اسحاق نے حیاتِ نبوی کے اس دور کے پس منظر میں کی ہے۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم قریش سے سچ مچ برسرپیکار تھے اور یہی سبب ہے کہ ابن اسحاق نے ابتدائی مہموں کو اسی عداوتِ قریش کے پس منظر میں دیکھا ہے۔ اسی طرح سیرت نگار مذکور نے بیعت عقبہ ثانیہ کے بعد قریش اور جماعت انصار کے درمیان ایک گفتگو کے ضمن میں ذکر کیا ہے کہ قریشیوں کو شبہ تھا کہ اس بیعت کی منجملہ شرائط میں سے ایک یہ تھی کہ وہ قریش کے خلاف جنگ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کریں گے۔ ظاہر ہے کہ قریش تو اپنے شبہ کرنے میں حق بجانب ہو سکتے تھے یا ان کے الزام کو بے بنیاد قرار دیا جا سکتا تھا جیسا کہ جماعت اوس و خزرج کے غیر مسلموں نے کیا بھی تھا لیکن ابن اسحاق نے اس سے جو تاثر دیا ہے وہ یہ ہے کہ قریش سے جنگ کرنے کا مصمم ارادہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت سے قبل کر رکھا تھا۔ یہ تو صحیح ہے کہ اس بیعت یا معاہدے میں جنگ کی شرط شامل تھی لیکن کیا واضح طور سے قریش مراد تھے؟ یہ کہنا تاریخی حقیقت کے خلاف ہوگا۔

۔ اس نقطۂ نظر کے لئے ملاحظہ ہو: لیون کیتانی (Leone caetani)، Annali dell Islam، میلان ۱۹۰۵ء، جلد اول، ص ۳۴۵-۸؛ کارل بروکلمن (Carl Brackelmann)، 'History of the Islmic People

انگریزی ترجمہ از جوئل کارمیخائیل (Joel Carmichael) اور موشے پرلمن (Moshe Perlmann) لندن سنہ ۱۹۶۹ء، ص ۲۳-۲۴؛ فلپ، کے ہٹی (Phillip K. Hitti)، Islam, A Way of Life، لندن سنہ ۱۹۷۰ء، ص ۱۵؛ History of the Arabs، لندن سنہ ۱۹۴۹ء، ص ۱۱۶-۱۱۷؛ مونٹگری واٹ (Montgomery Watt)، Muhammad At Medina، لندن سنہ ۱۹۶۸ء، ص ۶-۲؛ فرانسسکو جبرئیلی (Francesco Gabrieli)، Muhammad And the Conquest of Islam، انگریزی ترجمہ از ورجینا لولنگ (Virgina Luling) اور روزامنڈ لنل (Rosamond Linell)، لندن سنہ ۱۹۶۸ء، ص ۶۸؛ ڈبلو، سی، ٹیلر (W. C. Taylor)، The History of Mohammedanism، لندن سنہ ۱۸۳۴ء، ص ۱۰۸-۹؛ جی، ای، وان گرونی بام (G.E. Von Grunebaum)، کلاسیکل اسلام، انگریزی ترجمہ کیتھرین واٹسن (Katherine Watson)، لندن سنہ ۱۹۷۰ء، ص ۳۵-۳۶؛ اور مونٹگمری واٹ (Muhammad Prophet and Statesman)؛ لندن سنہ ۱۹۶۱ء، ص ۱۰۲-۱۰۹، نے یہ اچھوتا خیال پیش کیا ہے کہ ہجرت سے قبل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غالباً "رزیہ" کے بارے میں منصوبہ بنا لیا تھا۔ مزید یہ کہ "رزیہ" سے "جہاد" تک پہونچنا محض نام کی تبدیلی نہیں تھی بلکہ فوجی کارروائی کی نوعیت اور ماہیت میں تبدیلی آئی تھی۔ "رزیہ" محض ایک قبیلہ کی دوسرے قبیلہ پر تاخت کا نام تھا جبکہ جہاد میں مسلمان غیر مسلموں سے بطور جماعت یا امت نبرد آزما ہوئے تھے۔

۸۔ یہ نقطۂ نظر زیادہ وضاحت سے مونٹگری واٹ نے پیش کیا ہے۔ مختصراً فرانسسکو جبرئیلی

کے یہاں بھی پایا جاتا ہے۔

۹۔ فلپ ہٹی نے اپنی تازہ ترین تصنیف "اسلام۔ ایک طریق حیات" میں یہی فرض انجام دیا ہے۔

۱۰۔ ان جدید مسلم مورخین میں ممتاز حسب ذیل ہیں: محمد حمید اللہ "عہد نبوی کے میدان جنگ"، انگریزی، حیدر آباد دکن ۱۹۷۳ء، ص ۱۲؛ محمد حسین ہیکل "حیاۃ محمد" انگریزی ترجمہ از اسماعیل رازی فاروقی، علی گڑھ طبع، غیر مورخہ، ص ۲۰۰-۲۰۶؛ شبلی نعمانی، سیرت النبی، دار المصنفین اعظم گڈھ، طبع چہارم (غیر مورخہ)، اول ص ۳۰۹-۳۱، فرماتے ہیں کہ: "کیونکہ اس جرم میں کہ انصار نے مسلمانوں کو پناہ دی ہے، قریش نے مدینہ کی بربادی کا فیصلہ کر لیا، اور اپنے قبائل متحدہ میں یہ آگ بھڑکا دی تھی، اس بنا پر آپ نے دو تدبیریں اختیار کیں، اول یہ کہ قریش کی شامی تجارت جو ان کا مایۂ غرور تھی بند کر دی تاکہ وہ صلح پر مجبور ہو جائیں…. دوسرے یہ کہ مدینہ کے قرب و جوار کے جو قبائل ہیں ان سے امن و امان کا معاہدہ ہو جائے۔"

۱۱۔ سید سلیمان ندوی، سیرت النبی، دار المصنفین اعظم گڈھ، اول ص ۳۱۲ حوالہ ۲؛ شاہ محمد سلیمان منصور پوری، رحمۃ للعالمین، لاہور ۱۹۲۱ء، دوم، ص ۲۴۳-۴۵ اور ۲۶۴-۵؛ نیز خاکسار کی کتاب Organisation of Government Under the Prophet، ادارہ ادبیات دلی ۱۹۸۲ء، ص ۲۳-۱۵ تفصیلات کے لئے ملاحظہ کیجئے جس میں پہلی بار یہ نقطۂ نظر مفصل و مدلل پیش کیا گیا ہے۔ مکمل بحث اس مضمون میں پیش کی جا رہی ہے۔

۱۲۔ واقدی، کتاب المغازی، مرتبہ مارسدن جونز (Marsden Jones) آکسفورڈ ۱۹۶۶ء، ص ۲ اور ص ۱۳-۹۔

۱۲ب۔ کتاب المجبر صـ۱۱۱ کے مطابق یہ دونوں غزوات بالترتیب جمعرات ۲؍شعبان سنہ ۲ھ کو ینبوع اور منگل ۱۴؍شعبان سنہ ۲ھ کو سفوان گئے تھے۔ موخرالذکر میں آپ نے قبیلہ غفار اور قبیلہ اسلم سے معاہدۂ دوستی (کتاب مدامجة نے کیا تھا۔

۱۳۔ ابن اسحاق، انگریزی مذکورہ بالا، صـ ۳۸۱

۱۴۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی، مرتبہ محمد محی الدین عبدالحمید، قاہرہ غیر مورخہ، دوم صـ ۲۲۴ اور صـ ۲۲۹-۳۰۔ نیز ملاحظہ کیجئے: محمد بن حبیب بغدادی (متوفی سنہ ۲۴۵ھ / ۸۵۹ء) کتاب المحبر، مرتبہ ایلزہ لیختن شتیتر، حیدرآباد، حیدرآباد دکن سنہ ۱۹۴۲ء، صـ ۱۱۶۔

۱۵۔ محمد بن سعد (متولد سنہ ۱۶۸ھ۔ بصرہ / متوفی سنہ ۲۳۰ھ۔ بغداد)۔

۱۶۔ احمد بن یحییٰ بن جابر بلاذری (متوفی سنہ ۲۷۹ھ / ۸۹۲ء۔ بغداد)۔

۱۷۔ واقدی، صـ ۲ اور صـ ۱۳؛ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، بیروت سنہ ۱۹۵۷ء، دوم صـ ۶-۷؛ بلاذری، انساب الاشراف، مرتبہ محمد حمید اللہ، قاہرہ سنہ ۱۹۵۹ء اول صـ ۲۸۷؛ یعقوبی، تاریخ الیعقوبی، بیروت سنہ ۱۹۶۰ء، دوم صـ ۶۹؛ طبری، تاریخ الیعقوبی، بیروت سنہ ۱۹۶۰ء، دوم صـ ۶۹؛ طبری، تاریخ الطبری، مرتبہ محمد ابوالفضل ابراہیم، قاہرہ سنہ ۱۹۶۱ء، دوم صـ ۴۰۲-۱۵؛ ابن اثیر، الکامل فی التاریخ، بیروت سنہ ۱۹۶۵ء، جلد دوم صـ ۱۱۱۔

۱۸۔ جے، ایم، بی، جونس The Chrondogy of the maghazi -- a textual survey، Bulletin of the School of Oriental and African studies، یونیورسٹی آف لندن، جلد ۱۹، حصہ دوم سنہ ۱۹۵۷ء، صـ ۲۴۵-۸۰ خصوصاً صـ ۲۴۵ اور صـ ۲۶۰۔

اس خیال کا اظہار بعض اور مستشرقین نے بھی کیا ہے۔ لیکن بعض مہموں کے سلسلے میں واقدی کی روایت پر ابن اسحاق کی روایت کو ترجیح دی جانی چاہیئے جیسا کہ غزوۂ ذوالعشیرہ سے واضح ہوتا ہے۔ ایک کم معروف مورخ محمد بن حبیب بغدادی (متوفی ۲۴۵ھ) نے ان مہموں کی متعین اور مختلف تاریخیں دی ہیں، ملاحظہ ہو کتاب المحبر ص ۱۱۰-۲۵۔

۱۹۔ واقدی ص ۲ اور ص ۹۔

۲۰۔ واقدی نے مہاجرین میں ابوعبیدہ بن جراح، ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ، سالم مولیٰ ابی حذیفہ، عامر بن ربیعہ، عمرو بن سراقہ، زید بن حارثہ، کنّاز بن حصین اور ان کے فرزند مرثد اور غلام رسول کریم انسہ کے نام گنائے ہیں۔ اور انصار میں ابی بن کعب، عمارہ بن حزم، عبادہ بن صامت، عبید بن اوس، اوس بن خولی، ابودجانہ، منذر بن عمرو، رافع بن مالک، عبداللہ بن عمرو بن حرام، اور قطبہ بن عامر بن حدیدہ کے۔ یہ کل انیس آدمیوں کے نام ہیں جن میں سے ۹ مہاجر ہیں اور ۱۰ انصار۔ باقی ۱۱ کے نام غیر مذکور ہیں۔ اگرچہ واقدی نے واضح کر دیا ہے کہ پہلی روایت زیادہ صحیح ہے اور بدر سے پہلے کسی مہم میں کوئی انصاری شریک نہ تھا۔ اسی کو اکثر جدید و قدیم مورخین تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن یہ خیال یا روایت صحیح نہیں ہے۔ نہ صرف قرائن بلکہ مسلمہ تاریخی حقائق سے اس کی تردید ہوتی ہے۔ ان ابتدائی مہموں میں مہاجرین کے شانہ بشانہ انصار برابر کے شریک وسہیم تھے۔ البتہ یہ عین ممکن ہے کہ بعض بہت ہی مختصر سرایا میں جیسے سریہ نخلہ اور سریہ خرار میں وہ شریک نہ رہے ہوں۔ بعض مستشرقین نے بھی یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ ابتدائی مہموں میں انصار بھی برابر کے شریک وسہیم تھے ملاحظہ ہو: واٹ، محمد مدینہ میں ص ۲-۳۔ لیکن ابھی تک اس موضوع پر کوئی خاص تحقیقی کام نہیں ہوا ہے۔

۲۱۔ واقدی، ص۹۔ مجدی بن عمرو جہنی کے لئے ملاحظہ کیجئے: مذکورہ بالا۔ نیز دیکھئے کتاب المحبر، ص۱۱۶ جس کے مطابق روانگی نصف ربیع الاول کو اور واپسی آخر ماہ میں ہوئی تھی۔

۲۲۔ ابن سعد، دوم ص۶۔ العیص، ابن اسحاق ص۵۰۸ کے مطابق، ساحلی علاقے میں ذوالمروہ کے خطے میں قریشی شاہراہ تجارت پر واقع تھا جس پر شام کو کارواں جایا کرتے تھے۔

۲۳۔ ابن اسحاق، ص۲۸۱۔

۲۴۔ ابن ہشام، دوم ص۲۴۳۔

۲۵۔ بلاذری، اول ص۳۷۱

۲۶۔ یعقوبی، دوم ص۶۹۔ احمد بن ابی یعقوب بن جعفر بن وہب بن واضح یعقوبی (متوفی بعد ۳۰۰ھ۔ بغداد)

۲۷۔ ابن اثیر، اسد الغابہ، طہران ۱۳۷۷ھ، پنجم ص۸۰-۷۹۔ عزالدین ابوالحسن علی بن محمد بن عبدالکریم جزری (متوفی ۶۳۰ھ۔ بغداد)

۲۸۔ طبری، تاریخ، دوم ص۴۰۲۔ ابوجعفر محمد بن جریر طبری (متولد ۲۲۴ھ۔/ متوفی ۳۱۰ھ۔ بغداد)

۲۹۔ واقدی کا جملہ ہے: اول لواء عقدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد ان قدم المدینۃ لحمزۃ بن عبد المطلب، بعثہ ثلاثین راکبا شطرین .... فبلغوا سیف البحر یعترض لعیر قریش .... طبری کا جملہ ملاحظہ کیجئے: وزعم الواقدی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عقد .... لحمزۃ بن عبد المطلب لواء ابیض فی ثلاثین رجلا من المہاجرین لیعترض لعیرات القریش .... طبری کی روایت میں نہ صرف اضافہ ہے

بلکہ لِ کے اضافہ نے ایک اتفاقی واقعہ کو محرک ومقصد بنا دیا ہے۔

۳۰۔ طبری، تاریخ، دوم ص ۴۰۴؛ ابن اثیر، اسد الغابہ، دوم ص ۴۶-۵۰۔ العیص کے لئے ملاحظہ کیجئے: یاقوت حموی، معجم البلدان، بیروت ۱۹۵۷ء، چہارم ص ۱۷۳۔ یاقوت نے ابن اسحاق کے بیان پر کوئی خاص اضافہ نہیں کیا ہے۔ بس اتنا کہا ہے کہ وہ ذی المروۃ کے نواح میں ساحل پٹی (سیف البحر) پر واقع تھا جس پر قریش شام کا سفر کیا کرتے تھے۔

۳۱۔ پڑوسی بدوی قبائل جہینہ ومزینہ وغیرہ سے انصار مدینہ کے رشتۂ حلف کے لئے ملاحظہ کیجئے: خاکسار کی مذکورہ بالا کتاب، باب دوم، بحث بر قبائل جہینہ ومزینہ ودیگر مغربی بدوی قبیلے؛ محمد مدینہ میں، ص ۸۲-۸۷؛ اے پی کیسن ڈی پرسیول Essai sur l' Histoire (A. P. Caussin de Perceval) des Arabes avant l' Islamisme پیرس ۱۸۴۷-۸ء، جلد دوم ص ۴۸۱ وغیرہ؛ محمد احمد جاد المولیٰ بک، علی محمد بجاوی اور محمد ابو الفضل ابراہیم؛ ایام العرب فی الجاہلیۃ، مصر ۱۹۴۲ء، ص ۶۲-۸۴۔

۳۲۔ واٹ، محمد مدینہ میں (انگریزی)، ص ۶۲-۸۴

۳۳۔ طبری، دوم ص ۴۰۴؛

۳۴۔ ابن اثیر، اسد الغابہ، دوم ص ۴۶-۵۰

۳۵۔ واٹ، محمد مدینہ میں، (انگریزی)، ص ۲-۳۔

۳۶۔ رابغ ایک وادی کا نام تھا جسے حجاج بزواء اور جُحفہ غرور سے پرے طے کرتے تھے۔ ابن السکیت کا خیال ہے کہ رابغ جحفہ اور ودان کے درمیان ہے جبکہ واقدی کا بیان ہے کہ ابواء اور جحفہ کے درمیان واقع شاہراہ پر جحفہ سے دس میل کے فاصلہ پر ہے۔ ملاحظہ ہو معجم البلدان، سوم، ص ۱۱۔ قُدَید مکہ کے قریب

ایک مقام تھا۔ ملاحظہ ہو معجم البلدان چہارم ص ۳۱۳ ۔ معجم البلدان، دوم ص ۱۱۱، جُحفہ کے لئے۔ مکہ اور مدینہ کے درمیان کے راستے پر اول الذکر سے چار مرحلوں پر وہ ایک بڑا گاؤں تھا۔ شامی و مصری حجاج کے وہ میقات تھا اگر وہ مدینہ سے نہ گذریں لیکن مدینہ ہو کر آنے والوں کے لئے ذوالحلیفہ میقات تھا۔ ساحل سے جحفہ کا فاصلہ محض تین مراحل کا ہے۔ جبکہ ساحل سمندر پر واقع مقام اقرن سے چھ میل اور مدینہ سے چھ مراحل پر واقع ہے اور غدیر خم سے محض دو میل پر۔ جحفہ مدینہ کی جانب سے مکہ کی پہلی سرحد ہے۔

۳۷۔ واقدی، ص ۱۱-۱۰

۳۸۔ ابن اسحاق ص ۲۸۱؛ ابن ہشام، دوم ص ۲۵-۲۲۴۔ نیز ملاحظہ کیجئے: کتاب المحبر، ص ۱۱۶ میں مہم کی منزل ثنیۃ المرۃ اور قائد کاروان قریش کا نام عکرمہ بن ابی جہل بتایا گیا ہے۔ روانگی کی تاریخ پہلی ربیع الاول اور واپسی آخر ماہ میں بتائی گئی ہے۔

۳۹۔ ابن سعد، دوم ص ۷۔

۴۰۔ انساب الاشراف، اول ص ۳۷۱۔

۴۱۔ یعقوبی، دوم ص ۶۹

۴۲۔ طبری، دوم، ص ۴۰۲

۴۳۔ معجم البلدان، اول ص ۷۹ ابواء اور ودّان مدینہ کے فرع کے نواح میں تھا اور مدینہ سے اس کا فاصلہ تینتیس ۳۳ میل تھا اور وہ عزور سے پرے بزواء اور جحفہ کے درمیان واقع تھا۔ موخر الذکر مقام مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع شاہراہ پر ایک گاؤں تھا۔ ساحل سے وہ تین مراحل پر اور مدینہ سے چھ مراحل پر واقع تھا۔ نیز ملاحظہ کیجئے: معجم البلدان، دوم ص ۸۵ اور ص ۱۱۱، سوم ص ۱۱ ۔ یاقوت نے ثنیہ المرہ کی کوئی تصریح یا وضاحت نہیں کی ہے۔

۴۴- خزاعہ سے قریش کے قریبی تعلقات کے لئے ملاحظہ کیجئے: ابن اسحاق ص ۴۸-۹، ص ۵۲؛ ابن سعد، اول ص ۶۸-۹، چہارم ص ۲۲۲، محمد بن جلیب بغدادی، کتاب المنمق فی اخبار قریش، مرتبہ خورشید احمد فارق، حیدر آباد دکن سنہ ۱۹۲۴ء ص ؛ انساب الاشراف، اول ص ۴۹-۵۰؛ ازرقی، کتاب اخبار مکة، مرتبہ فرڈینڈ وسٹنفلڈ (Ferdinand Wüstenfed) بیروت سنہ ۱۹۶۴ء، ص ۶۴-۶۶ اور طبری، دوم ص ۴۳، نیز خاکسار کی کتاب مذکورہ بالا ص ۔ خاندانِ رسول سے معاہدۂ خزاعہ کے لئے عموماً اور قریش سے تعلقات کے لئے خصوصاً ملاحظہ کیجئے: واٹ، محمد مدینہ میں ص ۸۲-۸۴۔

۴۵- یاقوت، معجم البلدان، دوم ص ۳۵۰، نے خرّار کے بارے میں کوئی نئی بات نہیں کہی ہے۔ وہ حجاز میں جحفہ کے قریب ایک مقام تھا۔ مدینہ کی وادیوں میں سے ایک تھا اور ایک روایت کے مطابق وہ مدینہ کی وادیوں میں سے ایک چشمہ تھا اور ایک اور روایت کے مطابق وہ خیبر میں ایک مقام تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس نام کے کئی مواضع تھے جیسا کہ ابن اسحاق کے اضافی فقرے "من ارض الحجاز" سے معلوم ہوتا ہے۔ لیکن یہ خرّار ارض حجاز میں اس عام شاہراہ تجارت سے ہٹ کر تھا جس پر مکی کارواں شام کو جایا کرتے تھے۔ ابن اسحاق ص ۲۲۶ کے ہی بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ہجرت کے سفر کے دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مقام سے قُدید سے پہلے گذرے تھے۔

۴۶- واقدی ص ۱۱، نیز ملاحظہ ہو کتاب المحبر ص ۱۱۶، جس کا خیال ہے کہ یہ مہم رجب کے نئے چاند کو دیکھ کر روانہ ہوئی تھی۔

۴- ابن سعد، دوم ص ۷۔

۴- ابن اسحاق، ص ۲۸۶، ابن ہشام، دوم ص ۲۳۸۔

۴۹۔ انساب الاشراف، اول ص ۳۷۱۔

۵۰۔ یعقوبی، دوم ص ۶۹۔

۵۱۔ طبری، تاریخ، دوم ص ۴۰۳۔

۵۲۔ واقدی، ص ۱۲-۱۱۔ نیز دیکھئے کتاب المحبر، ص ۱۱۰، جس کے مطابق صفر کی چند راتوں کے بعد آپ روانہ ہوئے تھے اور بنو ضمرہ سے معاہدہ کیا تھا۔ اور ماہ ربیع الاول کی پہلی تاریخ کو واپس آئے تھے۔ بغدادی نے کسی کاروان قریش کا حوالہ تک نہیں دیا ہے۔

۵۳۔ ابن سعد، دوم ص ۸۔

۵۴۔ ابن اسحاق ص ۲۸۱، ابن ہشام، دوم ص ۲۴-۲۲۳۔

۵۵۔ انساب الاشراف، اول ص ۲۸۷۔

۵۶۔ تاریخ یعقوبی، دوم ص ۶۶۔

۵۷۔ تاریخ طبری، دوم ص ۴۰۳ اور ص ۴۰۷۔

۵۸۔ واقدی، ص ۱۲۔ محمد بن حبیب بغدادی، کتاب المحبر، ص ۱۱۱، کا خیال ہے کہ بُواط مدینہ سے صرف تین مراحل پر شام کے راستے میں واقع تھا۔ ۳ ربیع الآخر سنہ ۲ھ کو روانگی اور ۲۰ ربیع الاخر کو واپسی ہوئی تھی۔

۵۹۔ ابن سعد، دوم ص ۹-۸۔

۶۰۔ انساب الاشراف، اول ص ۲۸۷۔

۶۱۔ تاریخ یعقوبی، دوم ص ۶۶۔

۶۲۔ تاریخ طبری، دوم ص ۴۰۷۔

۶۳۔ ابن اسحاق، ص ۲۸۵؛ ابن ہشام، دوم ص ۲۳۸۔

۶۴۔ ابن سعد کے بیان کی تائید یاقوت سے بھی ہوتی ہے۔ ملاحظہ ہو معجم البلدان،

اول ص ۵۰۳ ۔

۶۵۔ معجم البلدان، دوم ص ۱۵۸-۹، کی ایک روایت کے مطابق مکہ کو جانے والے راستہ پر مدینہ کے نواح میں واقع تھا۔

۶۶۔ واقدی، ص ۱۲۔

۶۷۔ ابن سعد، دوم ص ۹۔ نیز ملاحظہ ہو ابن اسحاق ص ۲۸۶؛ بغدادی، کتاب المحبر، ص ۱۱۱، اس کو محض غزوہ بدر اولیٰ کہتا ہے اور صفوان کا ذکر نہیں کرتا۔

۶۸۔ انساب الاشراف، اول ص ۲۸۷۔

۶۹۔ تاریخ یعقوبی، دوم ص ۶۶۔

۷۰۔ تاریخ طبری، دوم ص ۴۰۷

۷۱۔ ابن اسحاق، ص ۲۸۶؛ ابن ہشام، دوم ص ۲۳۸۔ نیز دیکھئے کتاب المحبر، ص ۱۱۱، جس کے مطابق دوشنبہ ۱۲ جمادی الاخری ۲ھ کو غزوہ کی روانگی ہوئی اور اس ماہ کی چند راتیں باقی بچی تھیں کہ واپسی ہوئی۔

۷۲۔ واٹ، محمد مدینہ میں، ص ۴۔ تعجب ہے کہ واٹ نے کرز فہری کو پڑوسی علاقے کا ایک لیٹرا ثابت کرنے کی کوشش کی ہے جبکہ ان کا تعلق قریش کے خاندان بنی فہر سے تھا۔ گویا کہ جارحیت کا آغاز قریش کی طرف سے ہوا تھا۔ ملاحظہ ہو اصابہ، سوم ص ۲۰۱ شبلی نعمانی، سیرۃ النبی، اول ۳۱۲، رحمۃ للعالمین، دوم ص ۱۵-۱۱۴۔

۷۳۔ واقدی، ص ۱۳-۱۲۔ نیز ملاحظہ ہو کتاب المحبر ص ۱۱۱، جس کا بیان ہے کہ یکم جمادی الاولیٰ کو روانگی اور ۲۲ جمادی الآخرہ کو واپسی ہوئی۔ اس میں بنو مدلج اور اس کے ضمری حلیفوں سے معاہدہ ہوا۔ بغدادی نے اس میں بھی کسی کاروان قریش کا حوالہ نہیں دیا ہے۔

۷۴۔ ابن سعد، دوم ص ۹-۱۰۔

۷۵۔ انساب الاشراف، اول ص ۲۸۷۔

۷۶۔ ابن اسحاق ص ۲۸۵-۶۔

۷۷۔ ابن ہشام، دوم ص ۲۳۴-۳۷۔

۷۸۔ تاریخ یعقوبی، دوم ص ۶۶۔

۷۹۔ تاریخ طبری، دوم ص ۴۰۹-۱۰۔

۸۰۔ واقدی ص ۱۹-۲۰ اور ص ۲۸

۸۱۔ تاریخ طبری، دوم ص ۴۲۱۔

۸۲۔ واقدی ص ۱۹-۲۰، ابن سعد، دوم ص ۱۲-۱۳

۸۳۔ ابن اسحاق ص ۲۸۹؛ ابن ہشام، دوم ص ۲۴۴۔ موخر الذکر نے اول الذکر کی روایت کو یوں شروع کیا ہے: "لمّا سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بأبي سفیان مُقبِلاً من الشام ندب المسلمین الیہم ----"

۸۴۔ واقدی، ص ۲۸۔

۸۵۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ تیمی اور سعید بن زید عدوی کو کاروان قریش کی خبر لانے بھیجا تھا۔ واقدی ص ۵ اور ابن سعد دوم ص ۱۱ کے مطابق ۱۲ رمضان ۲ھ بروز ہفتہ بدر کے لئے روانہ ہونے سے پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں جاسوسوں کو دس دن پہلے یعنی ۲ رمضان کو بھیجا تھا۔ ان دونوں نے قبیلۂ جہینہ کے ایک سردار کے گھر قیام کیا تھا اور چھپ کر معلومات فراہم کی تھیں۔ حتیٰ کہ جہنی سردار نے کارواں والوں کو ان کے بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا۔ ملاحظہ ہو: واقدی ص ۱۹-۲۰؛ ابن سعد، دوم ص ۱۱-۱۲ طبری، دوم ص ۴۰۹-۱۰، اسعد الغابہ، دوم ص ۳۰۶ اور سوم ص ۵۹۔

ابن ہشام اور محمد بن حبیب بغدادی کا خیال ہے کہ آپ بدر کے لئے ۸ رمضان روانہ ہوئے تھے۔ ملاحظہ ہو ابن اسحاق ص ۳۸، اور کتاب المحبر ص ۱۱۱۔ اول الذکر کے مطابق دن دوشنبہ تھا اور موخر الذکر کے مطابق بدھ۔

۸۶۔ ماخذ نے اس سلسلہ میں جو تفصیلات فراہم کی ہیں وہ فوجی حکمت عملی کے اعتبار سے بہت اہم ہیں اور ان سے فریقین کی دور اندیشی، منصوبہ بندی اور دقت نظر کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ بدر کے قریب پہونچنے کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ایک ساتھی کے ساتھ قریش کی خبر لانے کے لئے روانہ ہوئے اور راہ میں ایک بوڑھے بدو سے دریافت حال کیا۔ اس نے فریقین کی اپنے اپنے مقام سے روانگی کی خبروں کی بنیاد پر ان کے موجودہ جائے قیام کی بالکل صحیح تعیین کی تھی۔ مگر اس سے زیادہ اہم اور دلچسپ آپ کے دو جاسوسوں کا واقعہ ہے جن کو آپ نے بدر جاکر خبر لانے کو کہا تھا۔ یہ دونوں جاسوس حضرات بسبس اور عدی (جو دونوں قبیلہ جہینہ کے تھے) بدر پہونچے اور وہاں دو بدوی باندیوں کو کاروان قریش کے بدر پہونچنے کی تاریخ کے بارے میں گفتگو سن کر اس نتیجے پر پہونچا کہ اسی دن یا دوسرے دن کاروانِ قریش وہاں پہونچنے والا ہے۔ ان دونوں نے یہ خبر واپس آکر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دی۔ اس کے کچھ دیر بعد ابوسفیان بن حرب، کاروان قریش کے سربراہ، اسی جگہ پہونچے اور وہاں کے کنوئیں پر موجود مجدی بن عمرو جہنی سے پوچھا کہ کیا اس نے کوئی غیر معمولی بات دیکھی ہے۔ ابوسفیان اپنے کارواں سے آگے نکل آئے تھے تاکہ مدینہ کے مسلمانوں کے بارے میں سنی ہوئی خبروں کی تصدیق کرسکیں اور مجدی بن عمرو جہنی اس وقت بھی کنوئیں پر موجود تھے جب دونوں مسلمان جاسوسوں نے وہاں سے پانی لیا تھا۔ بہرحال جیسے ہی جہنی سردار نے ابوسفیان کو کو بتایا کہ صرف دو سوار آئے تھے اور انھوں نے مشک میں پانی بھرا تھا ابوسفیان

کے کان کھڑے ہوئے اور فوراً اس جگہ پہونچے جہاں دونوں جاسوس رکے تھے۔ وہاں آکر انھوں نے ان کے فضلہ کو چیر کر دیکھا اور اس میں مدینہ کی کھجوروں کی گٹھلیاں پائیں اور سمجھ گئے کہ دشمن جاسوس تھے۔ وہ فوراً اپنے کارواں کی طرف واپس ہوئے اور اس کا راستہ بدل دیا۔ معمول کی شاہراہ سے ہٹ کر انھوں نے ساحلی پٹی کا رخ کیا اور بدر سے بائیں طرف کتراکر نکل کر برق رفتاری سے نکل گئے۔ ملاحظہ کیجئے: ابن اسحاق ص ۲۹۴-۹۵؛ واقدی، ص ۲۲؛ ابن سعد، دوم ص ۱۲؛ طبری، دوم ص ۴۳۳ اور ص ۴۳۷؛ ابن خلدون، تاریخ، ص ۷۴۹؛ اسد الغابہ، اول ص ۱۷۸-۹۔

۸۷- ایضاً۔

۸۸- کتاب المحبر، ص ۱۱، نے روانگی اور واپسی دونوں کی قطعی تاریخیں دی ہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس غزوہ میں تقریباً ایک ماہ اکیس دن لگے تھے۔ بالواسطہ ابن اسحاق کی تائید کرتی ہے۔

۸۹- ابن اسحاق ص ۲۸۹، طبری، تاریخ، دوم ص ۴۲۱؛ نیز، بحوالہ ابن اسحاق ص ۴۲۷۔

۹۰- واقدی ص ۲۸۔

(جاری)
